© rasailojaraid.com

اسلام اور سامان تعیش

مولانا سید جلال الدین عمری صاحب علیگڈھ

(۲)

دوسری دھاتوں کی انگوٹھی بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے۔ حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے تو بتوں کی بو آرہی ہے (بت عام طور پر پیتل کے ہوتے ہیں) اس نے یہ انگوٹھی پھینک دی، اسکے بعد دوبارہ خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی۔ اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا تم نے تو دوزخیوں کا زیور پہن رکھا ہے۔ اس نے یہ انگوٹھی بھی پھینک دی اور دریافت کیا کہ کس قسم کی انگوٹھی پہن سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا چاندی کی انگوٹھی پہنو اور وہ بھی ایک مثقال سے کم ہی ہو۔ [1]

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ایک صاحب سونے کی انگوٹھی پہن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچے تو آپ نے چہرہ مبارک ان کی طرف سے پھیر لیا جب انہوں نے آپ کی ناگواری دیکھی تو اس کی جگہ لوہے انگوٹھی پہن لی۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا یہ تو اس سے بھی بری ہے۔ یہ جہنم والوں کا زیور ہے۔ اس نے وہ بھی پھینک دی اور چاندی کی انگوٹھی پہن لی اسے دیکھ کر آپؐ نے سکوت اختیار فرمایا۔ [2]

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الخاتم بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی۔

[2] الادب المفرد مع شرح فضل اللہ الصمد ۲/۲۷۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت بریدہؓ کی حدیث سے فقہ حنفی میں یہ استدلال کیا گیا ہے کہ صرف چاندی کی انگوٹھی مرد پہن سکتے ہیں تانبے، پیتل لوہے اور کسی دوسری دھات کی انگوٹھی کا استعمال ان کے لئے اور بظاہر عورتوں کے لئے بھی حرام ہے۔ ۵۱

بعض لوگوں نے ان دھاتوں کی بنی ہوئی انگوٹھی کا استعمال مردوں اور عورتوں کے لئے مکروہ کہا ہے۔ ۵۲

لیکن حضرت بریدہ کی یہ حدیث سند کے اعتبار سے کچھ زیادہ قوی نہیں ہے۔ اس کے ایک راوی ابوطیبہ کے بارے میں ابوحاتم رازی کہتے ہیں کہ ان کی حدیث لکھی تو جاتی ہے لیکن اس سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ ابن حبان کہتے ہیں ابوطیبہ روایت میں غلطی کرتے ہیں اور ان کا بیان دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔ ۵۳

دوسری بات یہ کہ اس کی مخالف روایت موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کی انگوٹھی کا استعمال بھی جائز ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایک صاحب بحرین سے آئے اور سونے کی انگوٹھی اور ریشم کا کرتا پہن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچے۔ جب انہوں نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا اور چہرۂ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کا ان کو بہت صدمہ ہوا۔ انہوں نے اپنی بیوی سے اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا شاید آپ کے کرتے اور انگوٹھی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچی ہے۔ ان کو بدل کر آپ سے ملاقات کیجئے۔ انہوں نے بیوی کے مشورہ پر عمل کیا۔ اس مرتبہ آپ نے سلام کا جواب دیا اور ان سے بات کی انہوں نے عرض کیا کہ ابھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن آپ نے میرے

---

۵۱ ہدایہ، کتاب الکراہیۃ ۴/۴۵۵۔ ۵۲ ابن عابدین: رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۱۵۔ ۵۳ فتح الباری ۱۰/۲۷۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلام کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا تمھارے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اس لئے میں نے جواب نہیں دیا۔ انہوں نے کہا تب تو میں بحرین سے بہت سے شعلے لایا ہوں۔ وہ وہاں سے زیورات لے کر آئے تھے۔ آپ نے فرمایا تم جو کچھ لائے ہو وہ ہمارے لئے پتھر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان میں زندگی کا سامان ہے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ میں کس قسم کی انگوٹھی پہن سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ چاندی، تانبے یا لوہے کی انگوٹھی پہنو۔ [1]

شوافع کے ہاں بھی ایک رائے یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی مکروہ ہے لیکن امام نووی کہتے ہیں کہ صحیح رائے یہ ہے کہ وہ مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ جس حدیث میں اس کے استعمال سے منع کیا گیا ہے وہ ضعیف ہے۔ [2]

اگر لوہے کی انگوٹھی پر چاندی چڑھادی جائے اور لوہا بالکل نظر نہ آئے تو فقہ حنفی میں بھی اسے جائز کہا گیا ہے۔ [3] اس لئے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی اس پر چاندی چڑھائی گئی تھی۔ [4]

قیمتی پتھر کی بنی ہوئی انگوٹھی کو بھی فقہ حنفی میں ناجائز کہا گیا ہے لیکن فقہ حنفی ہی میں ایک رائے یہ بھی رہی ہے کہ شیشہ، بلور، عقیق، زبرجد اور اسی قسم کے کسی بھی پتھر کی انگوٹھی پہنی جاسکتی ہے۔ [5] حقیقت یہ ہے کہ اس کی ممانعت میں کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے۔

انگوٹھی کا نگ انگوٹھی کا نگ چاندی کا بھی ہوسکتا ہے اور کسی قیمتی پتھر کا بھی ہوسکتا ہے

---

[1] الادب المفرد مع شرح فضل اللہ الصمد ۲/۷۴۷۔ مسند احمد ۱۴/۱۵۱۔ لیکن مسند احمد میں آخری فقرہ نہیں ہے۔ [2] نووی: شرح مسلم ۹/۲۱۳۔ [3] ابن عابدین رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۱۶۔ [4] ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی خاتم الحدید۔ [5] رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۱۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگ بھی چاندی ہی کا تھا۔[1]

حضرت انسؓ ہی کی ایک اور روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں چاندی انگوٹھی پہنی۔ اس میں حبشی نگ تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔[2]

---

[1] بخاری، کتاب اللباس، باب فصل الخاتم۔

[2] مسلم، کتاب اللباس والزینۃ۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی اور اس کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ آپ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ امام ابو داؤدؒ نے دونوں طرح کی روایتیں نقل کی ہیں (ابو داؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی التختم فی الیمین والیسار) امام نووی لکھتے ہیں فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ انگوٹھی کا دائیں ہاتھ میں بھی پہننا جائز ہے اور وہ بائیں ہاتھ میں بھی پہنی جا سکتی ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے؟ سلف میں بہت سے افراد نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی ہے اور بہت سے افراد نے بائیں ہاتھ میں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں بائیں ہاتھ میں پہننا افضل اور دائیں ہاتھ میں پہننا مکروہ ہے۔ شوافع کے ہاں دونوں ہی رائیں ہیں۔ صحیح رائے یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے اس لئے کہ انگوٹھی زینت کے لئے ہوتی ہے۔ اور دایاں ہاتھ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ شرح مسلم ۱۴/۷۲-۷۳

اسی طرح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نگ کف دست کی طرف رہتا تھا (بخاری و مسلم) امام نووی فرماتے ہیں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں کوئی حکم نہیں دیا ہے اس لئے علماء نے کہا ہے کہ نگ ہاتھ کے اندر کی طرف بھی رکھا جا سکتا ہے اور باہر بھی۔ سلف کا دونوں ہی طریقوں پر عمل رہا ہے البتہ علماء نے کہا ہے

(بقیہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام نووی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نگ جزع یا عقیق کا تھا۔ اس کو حبشی اس لئے کہا گیا کہ اس کے کان حبشہ میں تھے۔ اس کی ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ نگ کا رنگ حبشی یعنی سیاہ تھا۔ علامہ ابن عبدالبر کے نزدیک صحیح بات وہ ہے جو بخاری میں آئی ہے یعنی یہ کہ آپ کی انگوٹھی کا نگ بھی چاندی کا تھا۔ لیکن دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت ایسی انگوٹھی پہنی جس کا نگ چاندی کا تھا اور کسی وقت ایسی انگوٹھی پہنی جس کا نگ حبشی تھا۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ انگوٹھی کا نگ عقیق کا تھا۔ ؎

(بقیہ صفحہ ۴۶ کا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں انگوٹھی کے نگ کا ہاتھ کے اندرونی حصہ کی طرف ہونا چاہیے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ نگ کی حفاظت ہوگی بلکہ یہ کبر و نخوت سے بھی بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ شرح مسلم ۱۴/۶۸، ۶۹

حافظ ابن حجرؒ کی رائے میں انگوٹھی زینت کے لئے پہنی جائے تو دائیں ہاتھ میں پہننا مناسب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ ہی سے پاکی حاصل کی جاتی اور نجاست دور کی جاتی ہے اس لئے انگوٹھی دائیں ہاتھ میں ہو تو گندگی سے محفوظ رہ سکتی ہے لیکن اگر انگوٹھی مہر کے لئے استعمال کیا جائے تو بائیں ہاتھ پہننا مناسب ہوگا۔ کیونکہ اس میں بار بار نکالنا اور پہننا پڑتا ہے اس لئے انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہو تو آسانی اور سہولت ہوگی (اس پورے مسئلہ پر تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری ۱۰/۲۷۴-۲۷۶)

فقہ حنفی میں کہا گیا ہے کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھنگلی (چھوٹی انگلی) میں پہنی جائے اور اس کا نگ کفِ دست کی طرف کیا جائے۔ لیکن فقہائے احناف میں ابو اللیث سمرقندی کہتے ہیں صحیح مسلک یہ ہے کہ انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہی ہاتھوں میں پہنی جا سکتی ہے۔ ردالمحتار علی الدرالمختار ۶/۳۶۲۔

حاشیہ صفحہ ہذا ؎ نووی برشرح مسلم ۱۴/۷۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہ حنفی میں کہا گیا ہے کہ انگوٹھی میں اصل اعتبار حلقہ کا ہے۔ اس لئے حلقہ چاندی کا ہو تو اس میں کسی قیمتی پتھر کا نگ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ چاہے وہ عقیق، یاقوت یا اور کوئی بیش قیمت پتھر ہی کیوں نہ ہو۔ نگ کو بٹھانے کے لئے سونے کی کیل استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح چاندی کی انگوٹھی کے دندانے سونے کے ہوں یا اس کے اوپر کا دائرہ سونے کا ہو تو بھی ناجائز نہیں ہے۔ ؎۱

شوافع انگوٹھی میں قیمتی نگ کے استعمال کو تو غلط نہیں سمجھتے البتہ سونے کا تھوڑا سا استعمال بھی ان کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ امام نووی کہتے ہیں "سونے کی انگوٹھی مردوں کے لئے حرام ہے اس پر اجماع ہے۔ اسی طرح اگر اس میں تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی ہو تو بھی اس کا استعمال ناجائز ہوگا۔ ہمارے لوگوں (شوافع) نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر انگوٹھی کا دندانہ سونے کا ہو یا تھوڑا سا سونا بھی اس پر چڑھایا گیا ہو تو اس کا پہننا حرام ہوگا" ؎۲

انگوٹھی کا استعمال عام لوگوں کے لئے

ایک حدیث میں آتا ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبوس الخاتم الا لذى سلطان ؎۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم کے سوا اور لوگوں کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

فقہ حنفی میں کہا گیا ہے کہ قاضی اور حاکم تو انگوٹھی پہن سکتے ہیں۔ اس لئے کہ انکو مہر کی وجہ سے اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ انگوٹھی نہ پہنیں۔ کیوں کہ ان کو اس کی حاجت نہیں ہے۔ ؎۴

؎۱ ہدایہ، کتاب الکراہیۃ ۴/۴۵۵ ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۱۴
؎۲ نووی، شرح مسلم ۲/۱۲۲ ۔ ؎۳ ابوداؤد، کتاب اللباس، باب من کرہ (یا لبس الحریر)
؎۴ ہدایہ، کتاب الکراہیۃ ۴/۴۵۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس حدیث سے یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لئے یہ حدیث سنداً کمزور ہے امام مالکؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ؎۱

امام نووی فرماتے ہیں۔ شام کے بعض علماء متقدمین اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ حاکم کے علاوہ کوئی دوسرا شخص انگوٹھی استعمال کرے۔ اس سلسلہ میں وہ ایک روایت سے بھی استدلال کرتے تھے جو شاذ ہے اس لئے قابل رد ہے۔ ؎۲

ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں۔ امام احمد نے یہ حدیث روایت کی جب انگوٹھی کا ذکر آیا تو مسکرانے لگے اور فرمایا اہل شام یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔ یہ بات امام احمد نے اس لئے فرمائی کہ صحیح احادیث سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ انگوٹھی پہننا سب کے لئے جائز ہے۔ اس پر صحابہ اور بعد کے اہل علم کا اجماع ہے۔ اس کے خلاف جب کوئی شاذ حدیث آئے تو وہ قابل التفات نہ ہوگی۔ اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو مکروہ تنزیہی کہا جاسکتا ہے۔ ؎۳

یہاں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ انگوٹھی کا ایک مقصد زیب و زینت بھی ہے اور اس کا حق جس طرح حاکم کو ہے اسی طرح عام آدمی کو بھی ہے۔

فقہ حنفی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف بعض لوگوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ حاکم کے علاوہ کوئی اور شخص انگوٹھی استعمال کرے۔ بیشتر اہل علم نے اس کی اجازت دی ہے۔ ؎۴

فقہاء احناف میں امام طحاوی کے نزدیک بھی عام آدمی کے لئے انگوٹھی کا استعمال جائز ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ و تابعین سے انگوٹھی کا استعمال ثابت ہے جو حاکم نہیں تھے۔ چنانچہ انہوں نے صحابہ میں حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، عمران بن حصینؓ

؎۱ فتح الباری ۱۰/۳۲۳ ؎۲ شرح مسلم ۱۴/۶۷

؎۳ ابن قدامہ: المغنی ۱۰/۳۴۶ ؎۴ رد المحتار علی الدر المختار ۵/۲۳۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے اور تابعین میں ابن الحنفیہ قیس بن ابی حازم عبدالرحمن بن اسود قیس بن یامہ شعبی اور ابراہیم نخعی کے بارے میں روایات نقل کی ہیں کہ وہ انگوٹھی پہنتے تھے حالانکہ یہ لوگ صاحب اقتدار نہیں تھے۔

امام طحاوی نے اس سلسلہ میں عقلی استدلال بھی کیا ہے۔ وہ یہ کہ سونے اور چاندی کے زیور کے استعمال سے جو ممانعت آئی ہے وہ حاکم اور محکوم دونوں کے لئے ہے (چاندی کی) انگوٹھی کو شریعت نے اس سے مستثنیٰ رکھا ہے اس لئے اس کی اجازت بھی دونوں کو حاصل ہونی چاہیئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حاکم کو اس کی ضرورت مہر کے لئے پیش آتی ہے تو ایک عام آدمی بھی اپنی مہر کے لئے اسے استعمال کر سکتا ہے۔ اس لئے دونوں میں اس معاملہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔[1]

آلات حرب میں چاندی کا استعمال

تلوار اور دیگر آلات حرب میں چاندی کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

ابوداؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ کا کنارہ چاندی کا تھا۔

طبرانی کی روایت ہے مرزوق کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر، جس کا نام ذوالفقار تھا سان چڑھائی تھی۔ اس کے قبضہ کی گرہ چاندی کی تھی اور اس میں چاندی کے حلقے تھے۔

مصنف عبدالرزاق کی روایت ہے۔ جعفر بن محمد کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار دیکھی اس کا قبضہ چاندی کا تھا اور اس کے نیام کا نچلا حصہ بھی چاندی کا تھا۔ اس کے درمیان چاندی کے حلقے تھے۔ بخاری کی روایت ہے عروہ بن زبیر کہتے ہیں حضرت زبیر کی تلوار چاندی سے آراستہ تھی خود عروہ بن زبیر کی تلوار چاندی سے مزین تھی۔

---

[1] طحاوی: شرح معانی الآثار ۲/۳۵۳، ۳۵۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیہقی کی روایت ہے۔ مسعودی کہتے ہیں۔ قاسم بن عبد الرحمٰن کے ہاں میں نے ایک تلوار دیکھی جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کس کی تلوار ہے؟ انہوں نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی کی۔

بیہقی نے عثمان بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ جس روز حضرت عثمان رضی کی شہادت ہوئی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اپنے والد حضرت عمر رضی کی تلوار حمائل کئے ہوئے تھے۔ یہ زیور سے آراستہ تھی۔ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی کے غلام نافع سے پوچھا اس کے زیور کی مالیت کیا ہوگی؟ انہوں نے چار سو (درہم) بتائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی جس میں آپ تلوار لگاتے تھے چمڑے کی تھی لیکن اس کا حلقہ اس کا بک اور اس کا کنارہ چاندی کا تھا۔ [۱]

برتنوں میں چاندی کا استعمال

خالص سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال سب کے نزدیک حرام ہے لیکن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی برتن میں تھوڑا سا سونا یا چاندی موجود ہو تو بھی اس کا استعمال حرام ہے۔ وہ روایت یہ ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من شرب فی اناء ذہب او فضۃ او اناء فیہ شیئ من ذالک فانما یجرجر فی بطنہ نار جہنم [۲]	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں یا کسی ایسے برتن میں جس میں کچھ بھی سونا یا چاندی ہو کوئی چیز پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں یہ حدیث دارقطنی، حاکم اور بیہقی کی ہے۔ اس کے راویوں میں بعض مجہول الحال ہیں، یعنی ان کے بارے میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ قابل اعتماد

[۱] ملاحظہ ہو نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ ۴/۲۳۳، ۲۳۴

[۲] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاطعمہ، باب الاشربہ، دارقطنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں یا نہیں ؟ امام بیہقی کہتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ یہ کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر کا عمل یہ تھا کہ جس برتن میں سونے کا جوڑ ہو اس میں وہ کوئی چیز نہیں پیتے تھے۔ لہ

سب سے بڑی بات یہ کہ اس کے خلاف صحیح روایت موجود ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں :-

ان قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکسر فاتخذ مکان الشعب سلسلة من فضة قال عاصم رایت القدح وشربت منه ؎	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا) وہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹی ہوئی جگہ چاندی کی زنجیر لگا دی۔ حدیث کے راوی عاصم کہتے ہیں میں نے یہ پیالہ دیکھا ہے اور اس سے پیا بھی ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں :-

رایت عند انسؓ قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیه ضبة فضة ؎	میں نے انسؓ کے پاس نبی صلی اللہ وسلم کا پیالہ دیکھا اس میں چاندی کی پٹی لگی ہوئی تھی۔

لہ فتح الباری ۱۰/۸۰۔ ؎ بخاری، کتاب الجہاد۔ باب ما ذکر من درع النبی وعصاہ الخ۔ یہ روایت بخاری میں ایک دوسری جگہ (کتاب الاشربہ، باب الشرب من قدح النبی وآنیتہ) ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

عن عاصم الاحول قال رایت قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند انس بن مالك وكان قد انصدع فسلسله بفضة قال وهو قدح جيد عريض من نضار قال قال انسؓ لقد سقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى هذا القدح اكثر من كذا وكذا	عاصم الاحول کہتے ہیں میں نے انس بن مالکؓ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا یہ پھٹ گیا تھا تو اس پر انہوں نے چاندی کی زنجیر لگا دی تھی اچھی قسم کی لکڑی کا بہت عمدہ اور بڑا سا پیالہ تھا۔ کہتے ہیں حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نے اس پیالہ سے بارہا آپ کو پلایا ہے۔

اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انسؓ نے اس پیالہ میں چاندی کی زنجیر لگائی تھی۔ لیکن خطابی نے یہ بیان کر اس سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اسے جوڑ دیا تھا۔ (بقیہ صفحہ ۸۰ پر حاشیہ ملاحظہ ہو)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس حدیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ کسی برتن میں تھوڑی سی چاندی ہو تو اس کا استعمال ممنوع نہیں ہے۔

فقہاء کی رائیں مختلف چیزوں میں چاندی کے تھوڑے سے استعمال کے بارے میں بیا حادیث وآثار ہیں۔ ان سے فقہاء نے کچھ استدلالات کئے ہیں۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی اس ذیل میں لکھتے ہیں:۔

تلوار کے قبضہ کی گرہ چاندی کی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ امام احمد سے پوچھا گیا کہ تلوار جس پیٹی میں حمائل کی جاتی ہے، کیا اس میں چاندی استعمال ہو سکتی ہے؟ انہوں نے اس کا نرم جواب دیا۔ انر فرمایا روایات میں تلوار کے زیور کا ذکر آیا ہے۔ یہ بھی تلوار کا زیور ہی ہے زرہ، بکتر، خود۔ لوہے کی ٹوپی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

کسی برتن میں چاندی کی پٹی لگی ہو تو اس کے استعمال کی تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ زیادہ نہ ہو، دوسری یہ کہ سونے کی نہ ہو صرف چاندی کی ہو۔ اس لئے کہ سونے کا تھوڑا سا استعمال بھی حرام ہے۔ البتہ حضرت ابوبکر رضؓ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سونے کے تھوڑے سے استعمال کی اجازت دی اور اسے مباح قرار دیا۔ تیسری یہ کہ چاندی کا استعمال کسی ضرورت کے تحت ہو۔ جیسے اس کے ذریعہ کسی ٹوٹے ہوئے برتن کو جوڑا گیا ہو یا اس کا شگاف بھرا گیا ہو۔ اگر یہ ضرورت کسی دوسری چیز سے پوری ہو سکتی ہو تو بھی چاندی کا استعمال جائز ہے۔ حنابلہ میں قاضی نے تیسری شرط کو غیر ضروری قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک

(بقیہ صفحہ ۷۹ کا حاشیہ) ۲؎ مسند احمد ۳؍ ۱۳۹۔ ضبۃ عربی میں اس چوڑے لوہے یا لکڑی کو کہا جاتا ہے جس سے دروازہ کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ اور التضبیب کے معنی ہیں ہاتھ سے کسی چیز کو اس طرح مضبوط پکڑنا کہ وہ چھوٹنے نہ پائے (لسان العرب مادہ ضبب) اس مضمون میں جہاں کہیں ضبۃ کا لفظ آیا ہے میں نے اس کا ترجمہ پٹی کیا ہے اور جہاں فعل آیا ہے اس کا ترجمہ باندھنا اور مضبوط کرنا کیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس طرح کی ضرورت کے بغیر بھی تھوڑی سی چاندی استعمال ہو سکتی ہے۔ البتہ برتن کی جہاں چاندی ہو استعمال میں اسے ہاتھ نہیں لگانا چاہئیے۔ امام احمد نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ پیالہ کا کنڈا چاندی کا ہو، کیونکہ اسی سے پیالہ پکڑا جاتا ہے۔

جن لوگوں نے برتن میں چاندی کی پٹی کو جائز قرار دیا ہے ان میں سعید بن جبیر میسرہ، زاذان، طاؤس، شافعی، ابوثور، ابن المنذر۔ اصحاب الرائی (احناف) اور اسحاق بن راہویہ ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ایسی دو پٹیوں کے درمیان اپنا منہ رکھ کر پیا تھا۔

اس کے برخلاف حضرت عبد اللہ بن عمر ایسے پیالہ میں کوئی چیز نہیں پیتے تھے جس پر چاندی کا حلقہ (کنارہ) یا اسکی پٹی لگی ہو۔

علی بن حسین، عطار، سالم اور مطلب بن عبداللہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ پینے کے لئے ایسا برتن استعمال کیا جائے جس پر چاندی جڑی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے برتنوں میں چاندی کا حلقہ یا اس کی پٹی لگانے سے منع کیا ہے۔ حسن بصری اور ابن سیرین کا بھی یہی قول ہے۔ غالباً ان لوگوں نے اس صورت میں منع کیا ہے۔ جب کہ چاندی کسی ضرورت کے تحت نہیں بلکہ محض زینت کے لئے استعمال کی گئی ہو یا وہ زیادہ مقدار میں ہو یا برتن میں جہاں چاندی موجود ہو خاص وہ جگہ استعمال میں آئے۔ اگر یہ بات ہے تو مسئلہ میں کوئی اختلاف نہ ہوگا اور دونوں فریقوں کی بات ایک ہو گی۔

پیالہ وغیرہ کوئی بھی برتن ٹوٹ جائے اور اس کی مرمت کے لئے تھوڑی سی چاندی استعمال کی جائے تو یہ غلط نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا تو آپ نے چاندی کے تار سے اسے ٹھیک کرایا تھا۔ علاوہ ازیں تھوڑی سی چاندی کا استعمال انگوٹھی کے استعمال سے مشابہ ہے۔ جب چاندی کی انگوٹھی جائز ہے تو اسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی جائز ہونا چاہیے۔

ان میں سے کسی بھی چیز میں سونے کا استعمال جائز نہیں ہے۔ البتہ روایات میں آتا ہے کہ تلوار کے قبضہ کی گرہ سونے کی ہو سکتی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں، روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کی تلوار میں سونے کے ٹکڑے (جڑے ہوئے) تھے۔ ترمذی میں ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کی تلوار پر سونے اور چاندی (کا زیور) تھا۔ ؎۱

اس کے علاوہ کسی بھی چیز میں سونے کا استعمال جائز نہیں ہے۔ ہاں کسی ضرورت اور مجبوری کے تحت اس کا استعمال ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ ناک اور دانت بنوانے کے لئے اس کی اجازت دی گئی ہے۔ حنابلہ میں ابوبکر (الاثرم) نے سونے کو چاندی پر قیاس کیا ہے۔ کیونکہ دونوں ہی چیزیں زر ہیں۔ چنانچہ وہ چاندی کی طرح تھوڑے سے سونے کے استعمال کو بھی جائز سمجھتے ہیں ؎۲

شوافع کا بھی یہی مسلک ہے کہ چاندی کی پٹی، کڑا اور حلقہ اگر بڑا ہے اور زینت کے لئے لگایا گیا ہے تو حرام ہے۔ ہاں ضرورت کے تحت چھوٹا سا حلقہ وغیرہ استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر یہ سب چیزیں سونے کی ہوں تو ان کا استعمال ہر حال میں ناجائز ہوگا۔ ان کے نزدیک ان چیزوں کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا فیصلہ، صحیح رائے کے مطابق، عرف اور رواج کے تحت ہوگا۔ ؎۳

ابن المنذر کہتے ہیں کسی برتن پر سونے چاندی کا نقش ہو تو اسے سونے یا چاندی کا برتن نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے اس کے استعمال کو حرام نہیں کہا جا سکتا۔

؎۱ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس کے ایک سے دو راوی کمزور ہیں۔ امام ذہبی کہتے ہیں ہمارے علم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار میں سونے کا زیور نہیں تھا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ ۴/۲۲۳ ـ ۲۲۵۔ ابن قدامہ: المغنی ۱۰/۳۴۵۔

؎۳ فتح الباری ۱۰/۸۶ ـ ۸۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شوافع کی ایک رائے اسی کے مطابق ہے۔ ۵۲؎

اس سلسلہ میں فقہ حنفی میں حسب ذیل تفصیلات ملتی ہیں۔

کمر کی بیٹی اور تلوار پیٹی چاندی استعمال ہو سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ چیزیں چاندی کی بنوائی جا سکتی ہیں بلکہ ان کی تزئین و آرائش چاندی سے ہو سکتی ہے یا ان میں چاندی کا زیور لگایا جا سکتا ہے۔ مثال کی طور پر پیٹی کے حلقہ اور بکسوا چاندی کے ہو سکتے ہیں۔ ان چیزوں میں سونا استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ احادیث میں صرف چاندی کے استعمال کی رخصت موجود ہے۔

برتن، کرسی اور تخت پر سونے اور چاندی کے نقش و نگار ہوں تو ان کو استعمال کیا جا سکتا ہے اسی طرح برتن، کرسی، تلوار اور چاقو کے قبضہ، آئینہ، لگام، رکاب اور زین وغیرہ میں سونے چاندی کا کنارہ ہو یا قرآن شریف پر سونے چاندی کے گل بوٹے ہوں تو ان کا استعمال جائز ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جس کام کے لئے جو چیز بنائی جاتی ہے اس کے استعمال کی جگہ سونا یا چاندی نہ ہو۔ جیسے کرسی اور زین میں بیٹھنے کی جگہ، رکاب میں پیر رکھنے کی جگہ یا پیالہ میں پینے کی جگہ سونا یا چاندی نہ ہو۔ مثال کی طور پر پیالہ میں جس جگہ سونے اور چاندی کا کام ہو خاص اس جگہ منہ لگا کر پینا صحیح نہ ہوگا۔ البتہ اس طرح کی چیزوں کے اٹھانے اور رکھنے میں سونے اور چاندی سے جسم کا کوئی حصہ مس کر جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس کا تعلق ان چیزوں سے ہے جن پر چاندی کا نقش ہو لیکن اگر کوئی چیز چاندی کی بنی ہوئی ہے تو اس کا استعمال بہرحال حرام ہوگا۔ چاہے وہ جسم سے مس کرے یا نہ کرے۔ جیسے دیوار کی گھڑی

۵۲؎ عینی ۹/۲۸۲

۵۳؎ تفصیل کے لئے دیکھی جائے ہدایہ ۴/۴۵۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا حقہ کی صراحی اگر چاندی کی ہو تو ان کا استعمال حرام ہوگا حالانکہ ان کو ہاتھ لگائے بغیر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فقہاء احناف میں امام ابو یوسفؒ ان سب چیزوں کے استعمال کو مکروہ دتحریمی) کہتے ہیں جن پر سونے اور چاندی کا کام ہو یا ان کی پٹی اور زنجیر وغیرہ لگی ہو۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ احادیث میں سونے اور چاندی کے استعمال سے مطلق منع کیا گیا ہے (اس میں تھوڑے اور بہت کا فرق کرنا صحیح نہیں ہے دوسری بات یہ کہ کسی برتن کا استعمال اس کے سب ہی اجزاء کا استعمال ہے۔ اس لئے جس برتن پر چاندی کی گوٹ ہے اس کا استعمال کرنے والا حقیقت میں اس گوٹ کو بھی استعمال کرتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ کسی برتن میں تھوڑے سے سونے یا چاندی کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہوتی۔ یہ اس دھات کے تابع ہے جس کا یہ برتن ہے۔ اسی وجہ سے ریشم کے استعمال سے منع کے باوجود اس کی گوٹ لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔ کیونکہ گوٹ اس کپڑے کے تابع ہے جس میں وہ لگی ہے۔ پھر یہ کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیالہ میں چاندی کی گوٹ لگوائی ہے۔

امام محمد سے اس مسئلہ میں دونوں طرح کی روایتیں منقول ہیں۔ ایک یہ کہ وہ امام ابو یوسف کے ہم خیال ہیں۔ دوسری یہ کہ وہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔

یہ ساری بحث اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ کسی چیز میں سونا اور چاندی اس طرح استعمال کیا گیا ہو کہ اسے الگ کیا جا سکتا ہو لیکن اگر سونے یا چاندی کا ملمع کیا گیا ہو تو ان سب حضرات کے نزدیک وہ جائز ہے۔ [1]

کپڑے میں سونے اور چاندی کے استعمال کے بارے میں فقہ حنفی میں کہا گیا ہے

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھی جائے ہدایہ ۴/۴۵۱۔ ردالمحتار علی الدرالمختار ۵/۳۰۰، ۳۰۱-۳۱۴، ۳۱۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ کپڑے پر چار انگشت کی مقدار میں سونے یا چاندی کا کام ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔[۱] اسی طرح چار انگلیوں کے برابر سونے (اور چاندی) سے بنا ہوا کپڑا بھی پہنا جا سکتا ہے۔[۲]

ریشم اور سونے کے تکمے (بٹن) بھی لگائے جا سکتے ہیں۔[۳]

قمیص کے کناروں اور حجروں پر اور عمامہ کے حاشیہ پر چاندی استعمال کی جا سکتی ہے اور سونا بھی۔ بعض لوگوں نے سونے کے استعمال کو مکروہ کہا ہے۔ لیکن اس کے جواز کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ سونے اور چاندی کی طرح ریشم کے استعمال کو بھی مردوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود چار انگشت کے برابر ریشم کا کنارہ اور گوٹ قمیص میں لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسی پر چاندی کو قیاس کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ تینوں کا ایک ہی حکم ہے علاوہ ازیں جب کپڑے پر چار انگشت کے برابر سونے کی کتابت جائز ہے اور برتن پر سونے چاندی کے نقش و نگار اور جوڑ اور پٹی کی اجازت ہے تو کپڑے کا کنارہ سونے یا چاندی کا ہو تو اسے بھی جائز ہونا چاہئے۔

عورتیں اپنے لباس میں سونا اور چاندی استعمال کر سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ ان کے لئے زیور کے حکم میں ہے۔[۴]

اس طرح مختلف چیزوں میں تھوڑی سی چاندی کے استعمال کی تو فقہاء کی اکثریت نے اجازت دی ہے۔ البتہ شوافع اور حنابلہ عام طور پر سونے کے استعمال کے بارے میں سخت ہیں۔ فقہ حنفی میں اس کے لئے بھی کافی گنجائش موجود ہے۔ اس کی تائید حضرت معاویہؓ کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

---

[۱] رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۰۱۔ [۲] حوالہ سابق ص ۳۰۰
[۳] حوالہ سابق ص ۳۱۰ [۴] ،، ص ۳۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن رکوب النمور وعن لبس الذھب الا مقطعا ؎۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ بیٹھنے کے لئے چیتوں (درندوں) کی کھال استعمال کی جائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ سونا استعمال کیا جائے الا یہ کہ اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کردے جائیں۔

خطابی کہتے ہیں اس میں عورتوں کو سونے کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ عورتوں کو سونے کے استعمال سے مطلق اجازت ہے۔ اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اسے ٹکڑے کرکے استعمال کریں۔ ابن رسلان کہتے ہیں احادیث میں زیادہ مقدار میں سونا استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تھوڑی سی مقدار میں اس کے ٹکڑے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ جیسے سونے کا کپڑا، عورتوں کی بالیاں اور انگوٹھیاں یا تلوار میں اس کا استعمال۔ زیادہ استعمال کو اس لئے ناپسند کیا گیا ہے کہ یہ مسرفین اور متکبرین کا طریقہ ہے۔

زیادہ اور کم کی حدبندی، ایک رائے کے مطابق اس طرح ہو سکتی ہے کہ جو نصاب کی مقدار کو پہونچ جائے وہ زیادہ ہے اور جو اس مقدار کو نہ پہونچے وہ کم ہے۔ ؎۲

بہرحال اس حدیث میں مردوں کے لئے بھی تھوڑی سی مقدار میں سونے کے استعمال کا جواز موجود ہے۔ اس کی حدبندی دوسرے دلائل کی بنیاد پر ہوگی۔

○○○○○

؎۱ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الخاتم بحوالہ ابو داؤد، نسائی۔

؎۲ نیل الاوطار ۱/۳۸۴۔

© rasailojaraid.com